

برکاتِ رمضان

خطبہ جمعہ المبارک یکم رمضان المبارک ۱۴۸۸ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد:

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجُودُ النَّاسِ
وَكَانَ أَجُودَ مَا يَكُونُ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ
مِنْ رَمَضَانَ فِيهِ أَرْسَهُ الْقُرْآنُ فَلِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَجُودُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ
الْمُرْسَلَةِ (او کما قال)

خداوند تعالیٰ کی خاص نعمت:

محترم بھائیو! ہم اور آپ سب رسول اللہ کے امتی ہیں اور یہ خداوند کریم کے ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس
امت پر ہیں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ ہمیں حضور اقدسؐ کی امت میں پیدا فرمایا۔ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں کہ قیامت
کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امت سمیت جنت میں داخل ہوں گا۔ اور
یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقاؐ سردار یا حاکم موجود ہو وہاں اس کا خادم خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا:

جب اللہ جل جلالہ نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہیے کہ ہم اپنے آقائے نامہ اور روحانی والد سردار
دو جہاں کے نقش قدم پر چلیں ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے اور روحانی رشتہ جسانی رشتہ سے زیادہ قوی
اور مضبوط ہوتا ہے اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

لَا يَوْمَ مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
ترجمہ: جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اس کی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ
ہوں تب تک وہ شخص مومن نہیں کہلا سکتا۔

صحیح اولاد دینی ہے جو اپنے والدین کے نقش و نگار کو اپنے اندر رکھے اور جو اپنے والدین کے نقش

قدم پر نہ ہو لوگ اسے نا اہل اور نالائق سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا (امتی ہے) جو حضور کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دعویٰ کرے مگر اپنے نبی کی اتباع نہ کر سکے وہ دعویٰ میں غلط ہے اور یہ دعویٰ اس کے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوند تعالیٰ کے خاص کرم کا مہینہ ہے۔ خداوند کریم نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات و اکرامات کئے ہیں اور کر رہا ہے اس کی نعمتیں تو لا تعد ولا تحصى ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح ہماری زندگی ہمارا جو ذیہ آکھ ناک، کان ہاتھ پاؤں دل و دماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ زمین ہوا پانی غلہ پھل پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہ نے زمین کے دستر خوان پر ہمارے لئے بچھا دیا، پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنا دیا، اپنا خلیفہ بنا دیا، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلط دیا تاکہ وہ اس میں تصرف کرتا رہے۔ یہ خاص انعام ہے۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کی، ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے:

انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہمکلامی سے مشرف کیا، اپنے کلام کا مخاطب بنایا، اپنے کلام کے نزول کا اہل بنا دیا، اس کی افہام و تفہیم اور اس کی تلاوت کرنے سے نوازا۔ ہر نعمت اس کی بے حد ہے مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریم کو مبعوث فرما ان کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا، اور ہمیں اس قابل کرویا کہ اس کی تلاوت کریں اسے سنیں اس کو سمجھیں اس پر عمل کریں اس پر غور و فکر کریں، یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے:

وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ

ترجمہ ”ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنا دیا“

قرآن مجید خدا کا کلام نفسی ہے اور خدا کی ذات و صفات کا قائل اور اک اور فہم ہمارے اذہان سے باہر کی چیز ہے تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس..... کلام لفظی کا شکل دے کر اسے آسان کر دیا۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں ہے فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورۃ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے وہاں ملائکہ جمع ہو کر عرش تک اوپر نیچے پرے لگا دیتے ہیں ارد گرد گھیر اڈال دیتے ہیں۔ حفہم الملائکۃ وغشیہم الرحمة کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کا مورد بن سکیں اور اسے سن سکیں۔

امت کو حاصل ہے اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نواز اگر ان کو کتابیں دیں کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰ کو تورات شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اس کو کلام نہیں کہہ سکتے۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق:

کتاب اللہ الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر متکلم تلفظ کرے اور آواز و صوت پیدا ہو۔ اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات لکھ دو اس کو کتاب کہیں گے، اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کر دیا شافہتہ کہ کانوں سے سن لے تو اس کو کلام کہیں گے۔ تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس کے الفاظ معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل جلالہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ بنادیا اور تلاوت اس کی آسان بنادی۔

ماہ رمضان کی برکتیں:

رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا، شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے ایک تسبیح سبحان اللہ کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر اجر ملتا ہے۔

ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ہے ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ:

اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے کہ جہنم کی شدائد میں کمی آ جاتی ہے جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں تو حدیث میں آتا ہے کہ دو زخیوں کو جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہ اس کی بدبو گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہیں ان کے لئے جنت کے دروازے قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں اور وہاں کی روح و روحان خوشبو اور تازگی ان تک پہنچتی ہے۔

القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفرة النيران۔

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے۔

تو جو لوگ برے اعمال اور فسق و فجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے ان کو چھٹی مل جاتی ہے اور قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔

جہنم والوں کو رمضان کا فائدہ:

اس طرح اگر کوئی شخص رمضان میں بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی

جرم کو پکڑ لیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جاسکتا ہے ملاقات بھی خویش و اقارب کر سکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہیں داخل کر دیا تو سب رعایتیں ختم ہو جاتی ہیں، تو اگر یہ شخص گھنگار ہے اور مستحق جہنم ہے اس مہینہ میں مر جائے تو ختم رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

حدیث کا دوسرا مطلب:

حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے دروازے اعمال صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں ہر نیکی کے بدلے ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے ہر رات غیب سے آواز آتی ہے کہ کیا باغی الخبیر اقبل اے خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ۔ یہی وقت ہے نیکی کا۔ ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ نماز پڑھ لے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر دے۔

و یا باغی الشرا اقصر

اور اے شر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جاؤ راٹھر جا۔

شیاطین قید ہونے کے باوجود گناہ کیوں صادر ہوتے ہیں:

رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری، قتل، زنا، اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگاتا ہے کہ اس کے ورغائے کی وجہ سے گناہ ہوا مگر یاد رکھئے رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگا سکتے کہ اسے تو رمضان کے آتے ہی جھکڑیاں لگ جاتی ہیں، اور اس کو سمندر کی تہ ڈال دیا جاتا ہے۔ صفدت الشیاطین و مروءة الجن میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف بھر گیا۔

لاکھوں مواعظ سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آ جاتی ہے اور اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں، گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں، مگر جس مرد و عورت کا رمضان میں بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہو تو سمجھ جائیے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں وہ خود شیطان بن چکا ہے کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے؟ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے

ان اعدیٰ عدو ک نفسک اللتی بین جنیبک

یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔

نفس لتارہ کی کارستانی:

یہ نفس جب تک مطمئن اور لولہ لالہ نہ ہوگا اس کا غلبہ ہوگا اور اس میں جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے

جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے خالق ہے مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں مگر نفس سے جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو کیا ہے؟ تو نفس نے جواب دیا کہ انت انت وانا انا تُو تُو ہے اور میں میں ہوں۔

یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں، نواب ہوں، خان ہوں، پٹھان ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں، میرے ساتھ کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ میں تو لعل و جواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بددیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے، گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے۔

ایک عجیب خیال:

اور اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بددیانتی کو اس پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کا جھنڈا سر بلند نہیں کیا، اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا، مگر اب تو ہم ۲۸ سال سے آزاد ہوئے ہیں۔ غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور قوانین سے روک رہا ہے۔ اب یہ لوگ کیوں بد دین ہیں بلکہ اس حالت سے بھی بڑھ چکے ہیں، گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں، میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی کرتے ہوئے مرے ہیں تو شاید خدا انہیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجرہ پڑ گیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے، دل نرم ہو گئے، باجماعت نماز پڑھنے لگے پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا، اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے۔ اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جائیے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا۔

فلا تلموہوئی ولو مو انفسکم

مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا۔

تو بھائیو! یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ رمضان میں بھی ہم نماز نہ پڑھ سکیں، اور نہ چوری، جوا، جھوٹ فریب چھوڑ سکیں، ہر رات آواز آتی ہے۔ یا باغی الخیر اقبل۔ اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں آگے بڑھ۔ دیباغی الشرا قصر۔ اے شر کے طلبگار اب ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شر کے دروازے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے۔ تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑ دے۔ خداوند کریم سے ذرا شرم و حیا کر اور برائی چھوڑ دے۔

روزے کا اجر خاص:

رمضان کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ ایسی عبادت ہے کہ اگر کوئی اس کو نہیں ہو سکتا۔ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں

ہوسکتا اس میں ریاضہ نمود نہیں آسکتی جو روزے رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا ہے اللہ کھاتا نہیں پیتا نہیں، غنی ہے، صمد ہے بے نیاز ہے ان تمام چیزوں سے تو اس کا غلام بھی انہی چیزوں کو اپناتا ہے تو اجر بھی اللہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے جیسا کہ ایک حاکم دربار منعقد کر کے کسی کو بلا لیتا ہے اور خاص اپنے ہاتھ سے اسے تمغہ سے نوازتا ہے دوسرے وسائط اور ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا ہے۔ ایک دوسری قراءت انا اجزی بہ کی ہے کہ میں خود اس کو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اس کی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا۔ تمام عالم کا بادشاہ عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دے گا

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی جبکہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں، مظلوم سب کچھ لے لے گا مگر یہ روزہ اس وقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا یہ نیکی محفوظ رہے گی۔ الصوم جنة روضہ ایک ڈھال ہے۔

رمضان اور نزول قرآن کا باہمی تعلق:

پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کر دی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنادیا۔

یہ طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو یا سہا ہوا توں کو جاگتا ہو ایک سو ہو کر ایک ہی طرف کار ہے توجہ ایک طرف ہو جائے رات کو قرآن تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے تصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ قرآنی تعلیمات کی عملی تربیت ہے۔ قرآنی تعلیمات کی اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

خداوند کریم نے بیت العزت سے آسمان دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا۔

انا انزلناہ فی لیلة القدر پھر بیت العزت سے نزول جو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چاہیے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور پھر ہمارے اکابر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے رمضان کے روزوں کو

کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا۔ اگر تلاوت نہ کر سکیں تو استغفار، تسبیح اور تہجد اور ذکر تو کر سکتے ہیں۔ ان امور میں غفلت نہ کریں۔

حدیث کی تشریح:

حدیث کی تشریح کے لئے تو وقت نہیں رہا البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ جب حضرت جبرائیلؑ آپ سے ملاقات فرماتے اور جبرائیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے ملاقات فرماتے تھے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے پس رسول اللہ ﷺ خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

سخاوت اور جود میں فرق:

حدیث شریف میں لفظ جود ہے۔ سخاوت اور جود میں فرق ہے۔ سخاوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے اور جود اعطا ماینبغی لمن ینبغی کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شے بھی جس کے لئے مناسب ہو اسے دے دی جائے۔ بلا امتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگانِ علوم کے لئے افاضہ علم کرنا گم کردہ راہوں کے لئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود۔

حضورؐ کا جود:

تو پیغمبر ﷺ اجود الناس تھے۔ آپ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سخاوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے، پیغمبر کی سخاوت کی بھی نظیر نہیں۔ بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کر دیا اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہیں جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ککڑا ہاتھ میں لے آئے فرمایا یہ ککڑا گھر میں تھا میں نے اس لئے جلدی کی کہ پیغمبرؐ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھول درگدا بچھا ہوا دیکھا تو واپس تشریف لے آئے حضرت ام المومنینؓ گھبرا گئیں عرض کیا کہ حضرت کیوں واپس تشریف لے جا رہے ہیں؟ فرمایا مائیں وللدنیا ہمارا دنیا سے کیا تعلق عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لئے یہ نکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کر دیا۔ ایک خاتون بڑے اشتیاق سے ایک تہیند لائیں۔ عرض کیا کہ حضرت آپ اسے پہن لیں، حضورؐ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر چھو اور کہا یہ تو بہت عمدہ ہے دے دیجئے۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے پرانا تہیند پہنا اور اس کو تہ کر کے اس صحابی کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے اس صحابی کو غلامت کی تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے تہیند مانگا کہ اس کا اتال آپ کے بدن مبارک سے

ہو چکا ہے میں اسے اپنے کفن میں رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے جسدِ اطہر سے یہ کپڑا مس ہوا ہے تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا۔ غزوہ حنین کے موقع پر بہت سے دیہاتیوں نے آگھیرا کہ کچھ عنایت فرمائیے ہم آپ کا مال نہیں مانگتے، آپ کے باپ کا مال نہیں مانگتے، اللہ کا مال مانگتے ہیں، آپ ان کی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے، اور نہ برامانا اور برابر مال دیتے رہے حتیٰ کہ ازدحام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں الجھ گئے فرمایا گیا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے پاس مویشی ہوتے تو سب کو تقسیم کر دیتا۔ یاد رکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تقسیم کر دیئے۔ یہ ہے آپ کے شانِ جو دو کا ادنیٰ کرشمہ۔

حضور کا تخلق باخلاق اللہ:

رمضان شریف میں حضور کا جو بہت بڑھ جاتا تھا۔ کیونکہ رمضان شریف میں خداوند کریم کا جو دلائل تھا ہی اور بے شمار ہوتا ہے تو تخلقوا باخلاق اللہ کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوند کریم کے جو دو کی رمضان شریف میں یہ حالت کہ الوصول لی وانا اجزی بہ او مر۔ قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ جو شخص رمضان میں ایمان و یقین کیساتھ حبہ للہ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے والوں اور عبادت گزاروں کو ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جو بھی حد سے زیادہ ہو جاتا تھا اور جس طرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضور پر نور اس ماہ مبارک میں جو دو کرم زیادہ فرماتے تھے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ رمضان کی راتوں میں جبرائیل علیہ السلام آ کر قرآن مجید کا دور فرماتے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور کی وجہ سے علمی و عملی ترقیات ہوا کرتی ہیں اور حضور کے کمالات میں جس قدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں اسی قدر جو دو میں بھی ترقی ہوتی تھی تاکہ یہ کمالات اپنی ذات تک محدود نہ رہیں بلکہ ساری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے تھے، تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت ان ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے چھوڑی جاتی ہیں زندگی کا مدار ہیں اس سے بھی آپ کی جو دو زیادہ ہوا کرتی تھی آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہیے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے اور جو دو سخا کی صفت اپنے اندر پیدا کریں تاکہ پیغمبر کے نقش قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین